www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

...... لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم تقویٰ شعار بن جاؤ!

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾
(اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ شعار بن جاؤ)

اللہ تعالیٰ نے انسان میں خیر و شر دونوں کی صلاحیت رکھی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے دائرہ اختیار میں، اپنے اندازِ فکر کے مطابق دونوں میں سے کوئی ایک راستہ اختیار کرتا ہے بلکہ مشاہدے اور تجربے کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ اکثر لوگوں میں خیر و شر دونوں جمع ہوتے ہیں جو شخص خیر کی راہ اپناتا ہے اس سے بھی فطری تقاضوں اور بشری کمزوریوں کی بنا پر بہت سی غلطیاں اور لغزشیں سرزد ہو جاتی ہیں اور جو شخص برائی کی راہ اختیار کرتا ہے تو وہ بھی بہت سے مواقع پر اچھے کام کر ڈالتا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسان کی دو ایسی فطری ضرورتیں ہیں جن کی تہ سے بیشتر برائیاں پھوٹتی ہیں۔ ایک پیٹ، دوسرے شرمگاہ...... پیٹ پالنے کا مسئلہ انسان کے لیے بڑا کٹھن ہے اور جب انسان اس ضرورت سے نمٹنے کے لیے صحیح، غلط اور حلال و حرام کی تمیز اٹھا دیتا ہے تو ایسی گوناگوں برائیوں میں ملوث ہو جاتا ہے جن کا شمار مشکل ہے۔ اسی طرح جب وہ خواہش نفس کی تکمیل کے چکر میں جائز حدود کو توڑ دیتا ہے تو عیاشی اور فحاشی میں مبتلا ہو کر اس راہ کی ہزاروں لعنتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پیٹ اور شرمگاہ کی کمزوری عام انسانوں کے اندر پائی جانے والی تقریباً تمام برائیوں کا سرچشمہ ہے۔ اگر انسان اپنی ان دونوں کمزوریوں پر قابو پالے اور ان کے تقاضے پورے کرنے کے لیے جائز اور حلال حدود سے قدم آگے نہ بڑھائے تو پھر وہ کسی اہم گناہ میں ملوث نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو بھی جائے تو بہت جلد توبہ و انابت اور استغفار کے ذریعہ اپنے آپ کو پاک و صاف کرلے گا...... لیکن اگر دونوں کمزوریوں پر قابو نہیں پاتا تو گناہوں اور جرائم کی دلدل سے نکلنا اس کے لیے سخت مشکل ہوگا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"من يضمن لي ما بين لحييه وما بين فخذيه أضمن له الجنة"

"جو شخص مجھے اپنے دونوں داڑھ اور دونوں ران کے درمیان کی یعنی منہ اور شرمگاہ کی حفاظت کی گارنٹی دے، میں اسے جنت کی گارنٹی دیتا ہوں"

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

روزے کا یہ پہلو خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ روزہ دار کھانے پینے اور بیوی کے پاس جانے سے مکمل طور پر پرہیز کرتا ہے۔ یعنی روزے دار کے پاس حلال کمائی سے حاصل کی ہوئی حلال خوراک موجود ہوتی ہے۔ جائز طریقے سے حاصل کیا ہوا پانی موجود ہوتا ہے۔ صحیح طریقے سے نکاح میں لائی ہوئی بیوی موجود ہوتی ہے اور مقاربت کے مواقع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن وہ بھوک کے باوجود کھانا نہیں کھاتا۔ پیاس کے باوجود پانی نہیں پیتا۔ اور خواہش کے باوجود بیوی کے پاس نہیں جاتا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ وہ یہ پابندی نہ کسی مجبوری کی بنا پر اختیار کرتا ہے، نہ دنیوی فائدہ حاصل کرنے کے لئے۔ بلکہ اس پابندی کو اختیار کرکے اُسے کچھ نہ کچھ دنیوی فائدے کی قربانی ہی دینی پڑتی ہے۔ پھر وہ یہ پابندی کیوں اختیار کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ محض اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے گویا وہ زبانِ حال سے اس بات کا اقرار اور عہد کرتا ہے اور عمل سے اس کا ثبوت بھی دیتا ہے کہ اگر اللہ کی رضا اس میں ہے کہ میں اپنی حلال کمائی بھی نہ کھاؤں پیوں اور اپنی جائز منکوحہ بیوی کے پاس بھی نہ جاؤں تو میں ایسا ہی کروں گا۔

یہ روزے کا وہ مقصد ہے جو بالکل بدیہی ہے اور جس کا شعور ہر روزے دار کو ہونا چاہیے۔ اب غور کیجئے! ایک شخص جو محض رضائے الٰہی کی طلب میں اس حد تک آگے جا سکتا ہے کہ اپنی حلال کمائی کی خوراک تج کر اپنے اختیار سے بھوک پیاس کی سختیاں جھیلے، کیا وہ کسی دوسرے وقت اس سطح پر بھی اُتر سکتا ہے کہ رضائے الٰہی سے بالکل بے نیاز ہو کر حرام کمائی کمائے اور حرام خوراک کھائے۔ اسی طرح کیا کوئی انسان رضائے الٰہی کی طلب میں خواہش اور موقع کے باوجود اپنی منکوحہ بیوی سے دور رہتا ہو۔ کیا اس سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ دوسرے اوقات میں اپنی ہوسِ نفس کی تکمیل کے لیے حلال و حرام کی تمیز ختم کر دے گا؟ ظاہر بات ہے کہ کوئی انسان جو عقل و شعور رکھتا ہو، اس سے ایسی توقع ہرگز نہیں کی جا سکتی ہے۔ ایسی متضاد حرکتیں تو وہی کر سکتا ہے جو بمُوائے حدیث جانور کے مثل ہو: کالبعير لا يدری لم عقله أهله ثم تركوه یعنی "منافق اس اونٹ کے طرح ہوتا ہے جسے نہیں معلوم کہ اس مالک نے کیوں باندھا اور کیوں کھول دیا؟"

خلاصہ یہ کہ روزہ خالص عبادتِ الٰہی ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کی تربیت بھی ہے کہ انسان اپنے پیٹ کے تقاضوں اور اپنے نفس کی خواہشات کو اپنے قابو اور کنٹرول میں رکھے اور اس کی تکمیل میں حدودِ الٰہی سے باہر قدم نہ رکھے۔ اب چونکہ یہی دونوں چیزیں ساری برائیوں کی جڑ اور ساری خرابیوں کا سرچشمہ ہے اور ان پر قابو حاصل کر لینے سے ساری برائیوں اور خرابیوں پر کنٹرول ہو جاتا ہے اس لیے روزے کو تقویٰ کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ کیوں کہ اصل تقویٰ یہی ہے کہ انسان حلال و حرام میں تمیز کر کے حلال کو اختیار کر لے اور حرام سے کنارہ کش ہو جائے۔ اس تفصیل سے کسی قدر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی معنویت سمجھی جا سکتی ہے جو مضمون کے آغاز میں درج کی گئی ہے۔

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ